محاضرات فقہ میں قرآنی استدلالات واستشہادات-ڈاکٹر محمود احمد غازیؒ کا اسلوب

شائستہ جبیں*

پروفیسر ڈاکٹر محمد سعد صدیقی*

Dr. Mahmood Ahmad Ghazi was one of eminent scholars of Pakistan who is recognized due to his multidimensional contributions in academic spheres. He wrote many outstanding monographs that are commended by contemporary scholars. His famous series of "Mahadrat" is being considered a source of true knowledge for readers, students and researchers. This article deals with "Mahadrat Fiqh" (Lectures delivered on different topics Islamic jurisprudence). This book consists of twelve informative lectures that starts from introduction to Islamic jurisprudence and ends at the discussion of practicability & adjustability of Islamic jurisprudence in modern world of the day. As every Islamic scholar originates his arguments from basic sources of Quran and Sunnah but the methodology of reasoning results in variation of inferences. This article is an attempt to find out the methodology and pattern of Quranic arguments rendered in the book "Mahadrat Fiqh" by Dr. Ghazi. The article has been written in analytical mode to give some clear picture of the Quranic interpretations of Dr. Ghazi.

ڈاکٹر محمود احمد غازیؒ ہمارے ملک کے نامور عالم دین گزرے ہیں۔ فقہ اور اصول فقہ ان کی دلچسپی اور مہارت کا خاص موضوع اور میدان رہے ہیں۔ ڈاکٹر غازیؒ کے مشہور و معروف سلسلہ محاضرات کی ایک مقبول کڑی "محاضرات فقہ" میں موصوف نے آیاتِ قرآن سے جگہ جگہ استدلال واستشہاد کیا ہے جس کا ذیل میں جائزہ لیا جاتا ہے۔(1)

یہ کتاب ان بارہ عنوانات کے تحت دیئے گئے محاضرات کا مجموعہ ہے:

پہلا خطبہ فقہ اسلامی (علوم اسلامیہ کا گل سرسید)

دوسرا خطبہ علم اصول فقہ (عقل و نقل کے امتزاج کا ایک منفرد نمونہ)

تیسرا خطبہ فقہ اسلامی کے امتیازی خصائص

چوتھا خطبہ اہم فقہی علوم اور مضامین: ایک تعارف

پانچواں خطبہ تدوین فقہ اور مناہج فقہاء

چھٹا خطبہ اسلامی قانون کے بنیادی تصورات

*لیکچرار، شعبہ علوم اسلامیہ، گورنمنٹ کالج برائے خواتین، جھنگ۔

*ڈائریکٹر، ادارہ علوم اسلامیہ، جامعہ پنجاب، لاہور۔

ساتواں خطبہ مقاصد شریعت اور اجتہاد

آٹھواں خطبہ اسلام کا دستوری اور انتظامی قانون

نواں خطبہ اسلام کا قانون جرم وسزا

دسواں خطبہ اسلام کا قانون تجارت ومالیات

گیارہواں خطبہ مسلمانوں کا بے مثال فقہی ذخیرہ۔۔۔ایک جائزہ

بارہواں خطبہ فقہ اسلامی دورجدید میں

اس کتاب میں غازی صاحب کے قرآنی استدلات واشتہادات درج ذیل ہیں۔ خطبہ اول میں فرماتے ہیں: "قرآن مجید نے بتا یا ہے "وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ"(2) ہم نے ہر زندہ چیز کو پانی سے پیدا کیا۔ گویا زندگی کے ماخذ اور مصدر تک جو راستہ لے جائے وہ راستہ عربی زبان میں شریعت کہلاتا ہے۔ یہ راستہ جو زندگی کے ماخذ اور مصدر تک لے جاتا ہے۔ یہ ہمیشہ مختصر ترین ہوتا ہے، صاف اور ہموار ہوتا ہے، کشادہ ہوتا ہے اور منزل تک پہنچانے کا یقینی ذریعہ ہوتا ہے۔ قرآن مجید میں بھی یہ بتایا گیا ہے کہ وان الداد الآخرۃ لھی الحیوان (3) کہ آخرت کی زندگی ہی درحقیقت زندگی ہے۔ اس زندگی میں کامیابی کی حتمی منزل مقصود تک جو راستہ پہنچادے وہ اصطلاح میں شریعت کہلاتا ہے۔" (4)

فقہی اصول

صحابہ کرامؓ کے وضع کردہ فقہی قوانین کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "صحابہ کرامؓ نے مختلف اوقات میں مختلف اصول اور قواعد مقرر فرمائے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے پاس ایک خاتون آئی اور کہا کہ میرے بال چھوٹے ہیں یا اُڑ گئے ہیں۔ میں کسی کے کٹے ہوئے بال خرید کر اپنے سر میں لگانا چاہتی ہوں۔ آپ مجھے اللہ کی کتاب کے مطابق اسکا فیصلہ بتائیں۔ آپؓ نے فرمایا کہ اللہ کی کتاب میں اس کی ممانعت آئی ہے۔ وہ خاتون چلی گئی۔ کچھ دن بعد آکر کہنے لگی کہ میں نے تو اللہ کی کتاب پوری پڑھ لی ہے اسمیں تو ممانعت کہیں نہیں ہے۔ جواب دیا کہ قرآن مجید میں آیا ہے "وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا"(5) جو چیز اللہ کے رسول ﷺ تمہیں دیں وہ لے لو اور جس چیز سے روکیں اس سے رُک جاؤ۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ان عورتوں پر لعنت فرمائے جو دوسری عورتوں کے بال اپنے سر میں لگاتی ہیں۔ گویا

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ یہ ارشاد فرمارہے تھے کہ قرآن مجید میں کوئی ایسا حکم نہیں ہے جو سنت کے احکام سے متعارض ہو۔" (6)

تھوڑا آگے چل کر فرماتے ہیں:

"قرآن پاک کی ایک آیت ہے جس میں نفقہ بعد از طلاق کی بڑی واضح صورتحال بیان کی گئی ہے کہ "وَلِلْمُطَلَّقٰتِ مَتَاعٌۢ بِالْمَعْرُوْفِ ۭحَقًّا عَلَي الْمُتَّقِيْنَ"(7) کہ جن عورتوں کو طلاق ہو جائے تو انہیں طلاق دینے والے شوہر کی طرف سے متاع یعنی سازوسامان ملے گا جسکا تعین معروف کے مطابق ہو گا اور جس کی مقررہ مدت ہے۔ حضرت عمر فاروقؓ کے زمانے میں اسی طرح کا واقعہ پیش آیا۔ مطلقہ خاتون نے دوران عدت نفقہ کا مطالبہ کیا۔ آپؓ نے اس آیت کے مطابق کیا کہ تمہیں دوران عدت نفقہ حسبِ رواج ملے گا۔(8)

حکم شرعی کی اقسام

"حکم شرعی کی دو قسمیں ہیں۔ ایک حکم شرعی تکلیفی اور دوسرا حکم شرعی وضعی کہلاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ "وَلِلّٰهِ عَلَي النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا"(9) اس ایک آیت میں دونوں حکم موجود ہیں۔ حکم شرعی تکلیفی بھی ہے اور حکم شرعی وضعی بھی ہے۔ اسمیں حکم شرعی تکلیفی یہ ہے کہ "وَلِلّٰهِ عَلَي النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ" کہ اللہ کے حق کے طور پر لوگوں پر یہ فرض ہے کہ اسکے گھر کا حج کریں۔ گویا اس حکم کے ذریعے مسلمان حج کا مکلف ہو گیا اور اس پر حج کرنا واجب اور فرض ہے۔ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا ان لوگوں کیلئے ہے جن کو استطاعت ہو اور وہ وہاں تک جاسکتے ہیں۔ گویا آیت کے دوسرے حصہ میں ان حالات کو بیان کیا گیا ہے جن میں یہ حکم واجب ہو گا۔" (10)

عرف اور رواج بطور ماخذ قانون

کے تحت فرماتے ہیں:

"دنیا میں طرح طرح کے رواجات، کاروبار کے طریقے، لین دین کے آداب اور میل جول کے طریقے ہوتے ہیں۔ بہت سے فقہی احکام ایسے ہیں جو ان طور طریقوں پر مبنی ہوتے ہیں۔ چنانچہ شریعت کے وہ احکام جن کا تعلق طور طریقوں سے ہو وہ بھی بدل جائیں گے۔ قرآن مجید میں ایک جگہ آیا ہے کہ جب نماز پڑھو تو پوری زینت اختیار کرو۔ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ(11) ہر نماز کے وقت مکمل

لباس اختیار کرو۔ اس بارے میں فقہائے کرام نے بالاتفاق کہاہے کہ نماز پڑھتے وقت انسان کیلئے جہاں تک ممکن ہو مکمل لباس پہننا چاہیئے۔ اب مکمل لباس کیا ہے؟ یہ ہر علاقے کے عرف اور رواج کے مطابق ہو گا مثلاً مردوں کے سر ڈھانکنے کا رواج بعض ممالک میں ہے اور بعض میں نہیں ہے"۔

مزید فرماتے ہیں:

"فقہاء نے لکھاہے اور شریعت کا اصول ہے کہ آپس کی رضامندی کے بغیر تجارت درست نہیں۔ قرآن میں آیاہے کہ "اِلَّآ اَنۡ تَكُوۡنَ تِجَارَةً عَنۡ تَرَاضٍ مِّنۡكُمۡ" (12) فقہاء نے لکھاہے کہ تراضی کی دلیل یہ ہے کہ ایجاب اور قبول ہو۔ عرف کا اصول نہ صرف اسلامی شریعت نے بلکہ دنیا کے بیشتر قوانین نے بطور ماخذ قانون کے تسلیم کیاہے۔(13)

اعتدال کا راستہ

"جو کام جس کیفیت میں کرناہے اس کیفیت میں کیاجائے۔ یہ عزم کر لیاجائے تو انسان خود بخود اعتدال کے راستے پر چل پڑے گا۔ غالباً یہی وجہ ہے کہ جب قرآن مجید میں آیا کہ "اَلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَلَمۡ یَلۡبِسُوۡۤا اِیۡمَانَهُمۡ بِظُلۡمٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الۡاَمۡنُ"(14) کہ جو لوگ ایمان لائے اور انکا ایمان ظلم سے ذرہ برابر ملوث نہیں ہوا۔ اس پر ظلم کا ذرہ بھر چھینٹا نہیں پڑا۔ ظلم مس ہو کر نہیں گذرا۔ تو انہی کیلئے روز آخرت امن ہو گا اور وہی ہدایت یافتہ ہیں۔ صحابہ کرامؓ نے پوچھا کہ یارسول اللہ ایسا کون ہو سکتا ہے جس نے کبھی ظلم کا ارتکاب نہ کیاہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہاں ظلم سے مراد شرک ہے۔ اِنَّ الشِّرۡكَ لَظُلۡمٌ عَظِیۡمٌ(15) ظلم کی سب سے بڑی قسم شرک ہے۔ چھوٹے چھوٹے ظلم ہزاروں قسم کے ہو سکتے ہیں۔ گویا اعتدال کا راستہ اپنانا اور اعتدال کے راستہ پر چل کر ظلم کی ہر قسم سے بچنا شریعت کی خصوصیت ہے۔"(16)

اجماع کا درجہ

اجماع کے بارے میں پوچھے گئے ایک سولا کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں: "اجماع کو اس لئے فرض درجے میں لایا جاتا ہے کہ قرآن مجید میں آیاہے کہ "وَمَنۡ یُّشَاقِقِ الرَّسُوۡلَ مِنۡۢ بَعۡدِ مَا تَبَیَّنَ لَهُ الۡهُدٰی وَیَتَّبِعۡ غَیۡرَ سَبِیۡلِ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰی وَنُصۡلِهٖ جَهَنَّمَ"(17) جو مسلمانوں کے اجتماعی راستے سے ہٹ کر کسی راستے کی پیروی کرے گا تو ہم اس کو اسی راستے پر چلائیں گے اور جہنم میں جلائیں گے۔ قرآن مجید

کا حکم ہے کہ اگر کوئی مسلمانوں کے متفقہ فیصلہ کے خلاف جائے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو جہنم میں پھینکے گا۔ یعنی مسلمانوں کا وہ متفقہ فیصلہ جو شریعت کے مطابق ہو۔ وہ واجب التعمیل ہے اس لیئے اجماع کی پیروی لازمی ہے۔(18)

ادارہ خاندان کا تحفظ

اسلام میں ادارہ خاندان کی اہمیت بتاتے ہوئے فرماتے ہیں: "فرد کے بعد خاندان کا ادارہ ہے جس کے تحفظ کیلیئے شریعت نے اتنے تفصیلی احکام دیئے ہیں کہ قرآن مجید کی ڈیڑھ سو کے قریب آیات صرف احوال شخصی اور عائلی نظام کے بارے میں ہیں۔ یہاں تک کہ قرآن مجید میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک مرتبہ انسان کی آزمائش کیلیئے کہ وہ کس حد تک توحید اور اسلام کے عقیدے پر پختہ ہیں دو فرشتوں کو جادوگروں کے بھیس میں بھیجا۔ فرشتوں نے لوگوں سے کہا کہ ہم جادو سکھاتے ہیں۔ دیکھنا یہ تھا کہ کتنے لوگ اس چیز کا شکار ہوتے ہیں اور کتنے بچتے ہیں۔ وہ جادو جو آزمائش کیلیئے اتارا گیا تھا وہ کوئی ایسا منتر تھا جس سے شوہر اور بیوی کے درمیان تفریق پیدا ہوتی تھی۔ يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهٖ(19) یہ وہ چیز ہے جس کو قرآن پاک کے کفر سے تعبیر کیا ہے۔ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا(20) یہ کفر یہ حرکت جو لوگوں نے سیکھی، یہ ساحرانہ کافری یا کافرانہ سحرکاری یہ تھی کہ شوہر اور بیوی کے درمیان اختلاف پیدا ہو جائے۔ گو یا یہ اتنی اہم چیز ہے کہ قرآن مجید نے اس چیز کو ریکارڈ کیا ہے کہ پڑھنے والے یہ اندازہ رکھیں کہ خاندان کے درمیان تعلق اور استواری کی کیا حیثیت ہے۔(21)

آگے چل کر والدین کی ذمہ داری بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"قرآن مجید میں ایک جگہ آیا ہے کہ "وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذٰلِكَ"(22) یہ جملہ جس سیاق وسباق میں آیا ہے وہاں نفقہ کی ذمہ داریاں بیان ہو رہی ہیں کہ فلاں کی ذمہ داری یہ ہے اور فلاں کی ذمہ داری یہ ہے۔ باپ کے ذمہ ہے کہ بچوں کا نفقہ دے جب تک وہ اپنے پاؤں پر کھڑے نہ ہوں انکا خرچ برداشت کرے۔ اگر یہ ذمہ داری باپ کی ہے تو اگر بچے کچھ چھوڑ کر مریں اور باپ زندہ ہے تو بچوں کے ترکہ میں سے باپ کو حصہ ملنا چاہئے یعنی فائدہ اور ذمہ داری ایک ساتھ چلتی ہیں اور انکو ایک دوسرے سے الگ نہیں کیا جاسکتا۔" (23)

ایک سے زیادہ مفاہیم کی آیات

صحابہ کرامؓ اور فقہائے عظام کے درمیان سب اختلاف بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"قرآن پاک نے بعض جگہ بعض ایسے الفاظ استعمال کئے ہیں جو ایک سے زائد مفاہیم کے حامل ہیں۔ عربی زبان میں انکا مفہوم ایک سے زائد ہے۔ قرآن پاک میں ایک جگہ ہے "وَالْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ" (24) کہ جن عورتوں کو طلاق ہو جائے وہ تین مہینہ تک انتظار کریں۔ اس کے بعد چاہیں تو دوسرا نکاح کر سکتی ہے ں۔ اب قرور سے کیا مراد ہے؟ بعض صحابہ کرام کا خیال تھا کہ اس سے مراد وہ مختصر مدت ہو سکتی ہے جو ہر مہینے میں تین یا چار یا پانچ چھ دن ہوتی ہے۔ بعض نے سمجھا کہ اس سے مراد اسکے علاوہ وہ بقیہ مدت ہے جو پاکیزگی کی مدت کہلاتی ہے۔ عربی زبان میں چونکہ اس لفظ کے دونوں معنی اور مفاہیم مستعمل ہیں اس لئے صحابہ کرامؓ اور فقہائے عظام نے اپنی اپنی فہم سے کسی ایک مفہوم کو متعین کرنی کی کوشش کی۔" (25)

حضرت عمر فاروقؓ کا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"حضرت عمر فاروقؓ نے اعلان فرمایا کہ میں نے طے کیا ہے کہ آج کے بعد مہر کی زیادہ سے زیادہ حد مقرر کی جائے اور اس سے زیاہ مہر مقرر کرنے کا کسی کو اختیار نہ ہو۔ اس پر ایک بوڑھی خاتون صحابیہ حضرت خولہؓ نے قرآن حکیم کی اس آیت کا حوالہ دیا کہ "وَّاٰتَيْتُمْ اِحْدٰىهُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْهُ شَيْـًٔا"(26) اگر تو نے انہیں سونے چاندی کا ڈھیر بھی دیا ہے تو واپس مت لو۔ تو قرآن تو ڈھیر دینے کی بات کرتا ہے۔ تم ایک حد سے زیادہ مہر دینے پر کیسے پابندی لگا سکتے ہو؟ جس پر حضرت عمر فاروقؓ نے اپنا فیصلہ واپس لے لیا"۔(27)

تنوع: اللہ کی نشانی

فرماتے ہیں: "اسلام کسی کے ذوق اور مزاج کو دباتا نہیں ہے۔ مزاج میں اگر کوئی چیز شریعت سے متعارض ہو تو بدلنی چاہئے لیکن اگر کوئی چیز شریعت سے متعارض نہیں ہے تو شریعت اس کو زبردستی بدلنا پسند نہیں کرتی۔ اسی طرح کچھ معاملات ہیں جن کا فیصلہ آدمی اپنے ذوق سے کرتا ہے۔ پھر مختلف انسانوں کے مزاج اور رویے مختلف ہوتے ہیں۔ مزاجوں میں تغیر کے اسباب مختلف ہوتے ہیں جن میں جغرافیائی اسباب بھی ہوتے ہیں، مالی اور تہذیبی اسباب بھی ہوتے ہین یہ سارے تنوعات انسانوں کے تنوعات ہیں جن کو قرآن مجید نے اللہ کی نشانیاں قرار دیا ہے۔"وَمِنْ اٰيٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

وَاخْتِلَافُ اَلْسِنَتِکُمْ وَاَلْوَانِکُمْ" (28) تمہارے رنگوں اور زبانوں کا اختلاف اللہ تعالیٰ کی نشانیو ں میں سے ہیں۔لہٰذا اس تنوع اور اختلاف کو تو قرآن بر قرار رکھتا ہے اور اس کو مٹانے کا حکم نہیں دیتا۔"(29)

بشری کمزوریوں کا لحاظ

"اللہ کی شریعت کا ایک عام انداز اور مزاج یہ ہے کہ وہ احکام دیتے وقت اور فرائض وواجبات کا تعین کرتے وقت انسان کی کمزوریوں کا احساس کرتی ہے۔انسان کی کمزوریوں کا لحاظ رکھتے ہوئے احکام دیتی ہے۔اللہ رب العزت سے بہتر کوئی نہیں جانتا کہ انسان کمزور پید اہوا ہے "وَخُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِیْفًا"(30) انسان کے دل میں مال ودولت کی شدید محبت بھی پائی جاتی ہے۔ "وَاِنَّہٗ لِحُبِّ الْخَیْرِ لَشَدِیْدٌ"(31) مال کی محبت انسان میں شدید ہے۔بعض اوقات ایسا ہو سکتا ہے کہ حقوق اللہ اور حقوق العباد میں کوئی تعارض واقع ہو جائے۔اس لیے اللہ نے انسان کے اس مزاج اور کمزوری کا لحاظ کرتے ہوئے یہ اجازت دے دی کہ جہاں حقوق اللہ اور حقوق العباد میں کوئی تعارض ہو، تو وہاں حقوق العباد کو ترجیح دی جائے"(32)

امانت

"سارا مال اللہ کا ہے۔ہم اور آپ اس کے امین ہیں اور انہی شرائط کے مطابق استعمال کرنے کے پابند ہیں جن شرائط کے تحت اللہ تعالیٰ نے اس مال کو استعمال کرنے کی ہمیں اجازت دی ہے۔جو شرائط مقرر کی ہیں انکی پیروی کی جائیگی تو مال کا استعمال جائز ہو گا۔شرائط کی خلاف ورزی کی جائیگی تو مال کا استعمال ناجائز ہو گا۔قرآن مجید نے اس مضمون کو بہت سی آیات میں بیان کیا ہے۔ "وَّاٰتُوْھُمْ مِّنْ مَّالِ اللّٰہِ الَّذِیْٓ اٰتٰـکُمْ"(33) تم ان غریبوں اور مستحقین کو اللہ کے اس مال میں سے دو جو اللہ نے تمہیں دیا ہے۔ایک اور جگہ آیا ہے کہ "وَاَنْفِقُوْا مِمَّا جَعَلَکُمْ مُّسْتَخْلَفِیْنَ فِیْہِ" (34) کہ اللہ نے جس مال میں تمہیں اپنا خلیفہ بنایا ہے اس مال میں سے خرچ کرو۔گویا تم اصل مالک نہیں ہو بلکہ اصل مالک کے جانشین اور نائب ہو۔جس طرح سے نائب کو استعمال کرنے کا اختیار ہوتا ہے، فائدہ اٹھانے کا بھی اور کسی حد تک دوسروں کو شریک کرنے کا، تو اس حد تک تم کرسکتے ہو اس سے آگے نہیں کرسکتے "۔(35)

مزید فرماتے ہیں کہ:

"خرچ کرنے میں بھی اعتدال کا حکم ہے۔ "وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا"(36) یہ اہل ایمان کی صفت ہے جب وہ خرچ کرتے ہیں تو نہ بخل سے کام لیتے ہیں اور نہ اسراف سے کام لیتے ہیں۔ "وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا"(37) ان دونوں کے درمیان توازن کیساتھ خرچ کرتے ہیں۔ اعتدال کیلئے ضروری ہے کہ انسان دو چیزوں سے بچے۔ ایک اسراف سے، دوسرے تبذیر سے"۔(38)

تصور عقد

فرماتے ہیں: "فقہ اسلامی، بلکہ قریب قریب دنیا کے تمام قدیم و جدید قوانین میں ایک اہم تصور عقد کا ہوتا ہے۔ یعنی جب دو یا دو سے زائد افراد کے درمیا ن کوئی تجارتی، دیوانی، عائلی یا کسی اور انداز کا کوئی معاملہ یا معاہدہ ہو تو اس کے قواعد و ضوابط اور احکام کیا ہو ں۔ یہ معاملہ یا معاہدہ فقہ اسلامی کی اصطلاح میں عقد کہلاتا ہے۔ یہ اصطلاح خود اسی مفہوم مس قرآن پاک سے ماخوذ ہے۔ "يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ"(39) اے ایمان والو اپنے عقود کو پورا کرو یا عقود کی پابندی کرو۔" (40)

مقاصد شریعت

فرماتے ہیں: "ایک مسلمان کا کام یہ ہے کہ اگر یہ ثابت ہو جائے کہ یہ حکم شریعت کا حکم ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فلاں بات کا حکم دیا ہے تو وہ بات ہمارے لیئے حرف آخر ہونی چاہئے یہ بات قرآن پاک نے بھی واضح کر د ی ہے۔ سورۃ النساء میں ارشاد ربانی ہے: "فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا"(41) یعنی ہرگز نہیں ، قسم ہے آپکے رب کی، یہ لوگ اسوقت تک مسلمان نہیں ہو سکتے جب تک آپس کے ہر اختلاف میں آپکو حکم نہ بنائیں، پھر آپ ﷺ نے جو فیصلہ کیا ہو اس پر اپنے دل میں ذرہ برابر تنگی یا حرج محسوس نہ کریں۔ انسان دل میں تنگی اور حرج کب اور کیو ں محسوس کرتا ہے؟ حرج اور تنگی وہیں محسوس ہوتی ہے جہاں فیصلہ اپنی خواہش کیخلاف محسوس ہوتا ہے۔ لیکن اس کے باوجود شر یعت کی مصلحتوں سے واقف ہونے کی کوشش شکرنا یا اللہ کے فرمودات اور احکام کی حکمتیں جاننے کی خواہش ہونا اللہ کے مقرب اور نیک انسانوں کا طریقہ رہا ہے۔ حضرت ابراہیم نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ آپ مردوں کو کیسے زندہ کرتے ہیں؟ ا رشاد ہوا کہ "اَوَلَمْ تُؤْمِنْ" (42) کیا تم ا یمان نہیں رکھتے۔ تو جواب میں حضرت ابراہیمؑ نے عرض کیا کہ "بلی بلاشبہ ا یمان تو رکھتا ہوں " "وَلٰكِنْ لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِيْ"(43) لیکن یہ

سوال اس لئے رکیا ہے کہ میرے دل کو مزید اطمینان حاصل ہو جائے۔ انسان کا مزاج یہ ہے کہ بہت سی یقینی اور قطعی چیزوں پر وہ پختہ ایمان رکھتا ہے، لیکن مزید اطمینان ہو جاتا ہے جب انسان ان کو اپنی آنکھوں سے خود دیکھ لیتا ہے۔"(44)

احکام شریعت کی حکمتیں

"شریعت کے ہر حکم میں کوئی نہ کوئی علت، کوئی نہ کوئی حکمت اور مصلحت پوشیدہ ہے۔ قرآن مجید نے جا بجا وہ مصلحتیں بیان کی ہیں۔ مثلاً ایک جگہ تذکرہ ہے کہ اللہ نے پیغمبر کیوں بھیجے؟ پیغمبروں کے بھیجے جانے کی حکمت کے طور پر ارشاد فرمایا گیا کہ "لِئَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَيْكُمْ حُجَّةٌ بعد الرسل "(45) تاکہ رسولوں کے آنے کے بعد لوگوں کے پاس اللہ کے ہاں پیش کرنے کیلئے کوئی حجت باقی نہ رہے۔ بالفاظ دیگر کوئی انسان روز قیامت یہ نہ کہہ سکے کہ اے پروردگار! مجھے معلوم نہیں تھا کہ آپکا حکم اور طریقہ کیا ہے۔ اس لیئے نہ میں آپ کی عبارت کی اور نہ آپکی مرضی پر چلنے کی کوشش کرسکا۔(46)

مزید فرماتے ہیں کہ:

"قرآن مجید میں ایک جگہ یہ بحث ہے کہ ہم نے موت وحیات کا یہ سلسلہ کیوں پیدا کیا ہے۔ ویسے تو اللہ تعالیٰ خالق ہے جس کو چاہے پیدا کرلے، جس کو چاہے پیدا نہ کرے۔ کون پوچھ سکتا ہے کہ کسی کو پیدا کیوں کیا اور کسی کو پیدا کیوں نہ کیا گیا لیکن اللہ تعالیٰ نے خود اس سلسلہ میں پیدائش اور موت وحیات کی حکمت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ "لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا"(47) تاکہ اللہ تعالیٰ آزما کر دکھائے کہ کون اچھے عمل کرنیوالا ہے اور کون برا عمل کرنے والا ہے۔ ایک اور جگہ ارشاد فرمایا گیا "وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ"(48) کہ میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف اپنی عبادت کلئے پیدا کیا ہے۔ گویا اللہ کی عبادت انسان اپنے فیصلہ اور اپنی آزادانہ مرضی اور ذوق وشوق سے کتنی کرتا ہے، یہ دکھانا مقصود ہے۔ مجبوری میں تو ساری مخلوقات اللہ کے حکم کی پیروی کرتی ہیں لیکن انسان اپنی مرضی سے احکام تشریعی کی کتنی پابندی کرتا ہے، یہ انسانوں اور اللہ کی دوسری مخلوقات کو بتانا اور دکھانا مقصود تھا۔"(49)

نماز کی اور دیگر عبادت کی حکمت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"مثال کے طور پر نماز کے بارے میں فرمایا گیا کہ "اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْہٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ" (50) نماز فحشاء اور منکر دونوں سے روکتی ہے۔ چھپی اور کھلی ہر قسم کی برائی سے اللہ نے منع کیا ہے اور اسکو روکنے میں نماز بڑی مدد گار ثابت ہوتی ہے۔ یہ نماز کی ایک اخلاقی اور روحانی حکمت ہے۔ روزہ کے بارے میں فرمایا گیا کہ "لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ" (51) زکوۃ کے بارے میں فرمایا گیا کہ یہ تمہارے مال اور جذبہ تملک و تمول کو پاکیزہ کرتا ہے۔ تُطَھِّرُھُمْ وَتُزَکِّیْھِمْ بِھَا (52) حج کے بارے میں بتایا گیا "وَاذْکُرُوْہُ کَمَا ھَدٰکُمْ" (53) فے کے مال کے جو احکام بتائے گئے انکی حکمت یہ بتائی گئی کہ "کَیْ لَا یَکُوْنَ دُوْلَۃً بَیْنَ الْاَغْنِیَآءِ مِنْکُمْ" (54) قصاص کی حکمت یہ بتائی گئی کہ "وَلَکُمْ فِی الْقِصَاصِ حَیٰوۃٌ یّٰاُولِی الْاَلْبَابِ" (55) لین دین اور قرض کے معاملات کے بارے میں سورۃ بقرہ میں جو احکام دئے گئے ہیں، انکے بارے میں کہا گیا ہے کہ "ذٰلِکُمْ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰہِ" (56) دستاویز لکھنے کا حکم دیا گیا کہ ممکن ہو تو لکھ دو کہ کس کا حق کتنا بنتا ہے۔ اس کی حکمت یہ بتائی گئی کہ "وَاَدْنٰٓی اَلَّا تَرْتَابُوْٓا" (57) قطع ید کا حکم دیا گیا ہے کہ چور چوری کا ارتکاب کرے تو اسکا ہاتھ کاٹ دو۔ اس سخت سزا کی حکمت یہ بتائی گئی کہ "جَزَآءً بِمَا کَسَبَا نَکَالًا مِّنَ اللّٰہِ" (58) پردے کے بارے میں کہا گیا کہ "ذٰلِکَ اَدْنٰٓی اَنْ یُّعْرَفْنَ فَلَا یُؤْذَیْنَ" (59) کہ جو بدکار اور بدکردار لوگ ہیں انکو پتہ چل جائے کہ یہ باعزت خواتین ہیں۔ اس لیئے انکو بلاوجہ تنگ نہ کریں۔ حجاب اور باحیا لباس سے یہ فائدہ خود بخود ہو جاتا ہے کہ اخلاق، کردار اور حیا کا تحفظ ہو جاتا ہے۔ یہ ان حکمتوں کی جستہ جستہ مثالیں ہیں جو قرآن مجید میں جابجا بیان ہوئی ہیں"۔ (60)

اجتہاد اور صحابہ کرامؓ

کے عنوان کے تحت ایک صحابیؓ کا واقعہ ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: "ایک صحابی کو دوران سفر غسل کی ضرورت پیش آئی۔ وہاں پانی موجود تھا۔ لیکن انہوں نے بغیر غسل کے نماز تیمم کرکے پڑھا دی۔ رسول اللہ ﷺ کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی تو آپ ﷺ نے اُن صحابی سے اسکا سبب دریافت فرمایا۔ انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! سردی بہت تھی۔ قرآن پاک میں آیا ہے وَلَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْکُمْ اِلَی التَّھْلُکَۃِ (61) اپنے آپکو اپنے ہی ہاتھوں ہلاکت میں نہ ڈالو۔ میرا خیال تھا کہ میں نے اس پانی سے غسل کیا تو بیمار پڑ جاؤنگا۔ یہ جواب سُن کر رسول اللہ صلعم مسکرائے اور زبان سے کچھ نہیں فرمایا۔ گویا اس عمل کی اجازت دے دی۔ اب اس سے دو چیزیں معلوم ہوتی ہیں کہ افضل اور عزیمت کیا

ہے اور رخصت کی گنجائش کہاں ہے۔ یہ ایک اجتہاد ہے جس کو رسول اللہ ﷺ نے جزوی طور پر پسند فرمایااور یہ اشارہ بھی فرمادیا کہ دوسرے نقطہ نظر کی بھی گنجائش ہے۔"(62)

اعتدال کی تعلیم

فرماتے ہیں کہ: "جو چیز قرآن کے پیش نظر ہے وہ یہ ہے کہ اس دنیا کی زندگی میں اور آخرت کی زندگی کے تقاضوں میں توازن ہونا چاہئے۔ یہ بات قرآن مجید میں جابجا اتنے تواتر سے بیان ہوئی ہے اور قرآن مجید کے احکام سے اتنی واضح ہے کہ اس پر کسی استدلال کی ضرورت نہیں رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً (63) قرآن مجید شاید واحد آسمانی کتاب ہے جس نے دنیا و آخرت کے حسنات کو ایک سطح پر رکھا ہے اور اللہ سے دونوں کی دعامانگنے کی تلقین کی ہے۔ وَلَا تَنْسَ نَصِيْبَكَ مِنَ الدُّنْيَا وَاَحْسِنْ كَمَآ اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَيْكَ (64) ایک جگہ ہے " ثواب الدنیا وحسن الثواب الاخرۃ " (65) اس دنیا کا ثواب بھی حاصل کرو اور آخرت کا ثواب بھی حاصل کرو جو بہترین ثواب ہے۔ ایک اور جگہ ہے فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ اِنَّا هُدْنَآ اِلَيْكَ (66) یعنی اس دنیا کی اچھائیاں بھی دے اور آخرت میں توہم تیری ہی طرف ہدایت کیساتھ لوٹنے والے ہیں۔ قرآن مجید میں اسطرح کی درجنوں آیات ہیں جن میں دنیا اور آخرت کی زندگی میں اعتدال کا درس دیا گیا ہے۔(67)

حکومت اور اقتدار، اللہ کا انعام

"سلطنت اور اقتدار کی خاطر جدوجہد کی مسلمانوں کو کوئی تلقین نہیں کی گئی۔ اس کے برعکس قرآن مجید میں آیا ہے کہ حکومت اور اقتدار اللہ تعالیٰ کا ایک انعام ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ انعام ان لوگوں کو دیتا ہے جو ایمان لائیں، عمل صالح کریں۔ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ (68) اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں سے جنہوں نے ایمان کو اختیار کیا اور نیک اعمال اپنائے وعدہ کیا ہے کہ انکو زمین میں خلافت عطا فرمائیگا۔ جب مسلمان معاشرہ میں ایسے لوگوں کی تعداد قابل ذکر حد تک ہو جائے جو ایمان اور عمل صالح کی صفات سے متصف ہوں تو پھر معاشرہ میں وہ اسلامی رنگ پیدا ہونے لگتا ہے جس کو قرآن نے اللہ کا رنگ قرار دیا ہے۔ صبغة الله ومن احسن من الله صبغة (69) یعنی اللہ تعالیٰ کا رنگ اور شریعت کا مزاج اپنے اندر پیدا کرو۔ جن خوبیوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنانے کا حکم دیا ہے انکو اپناؤ اور جن برائیوں سے بچنے کا حکم دیا ہے، ان سے بچو"۔(70)

"یہ وہ اسباب ہیں جن کیلئے قرآن مجید نے بعض ہدایات ایسی دی ہیں کہ جن کی پاسداری ان مسلمانوں کو کرنی چاہیئے جن کو اللہ تعالیٰ نے زمین میں اقتدار عطافرمایاہے۔ارشاد خداوندی ہے " اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ "(71)اس آیت کے ایک ایک لفظ پر غور کریں۔اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ اگر ہم انہیں زمین میں اقتدار دیں۔اگر وہ تمہیں اقتدار کی نعمت سے نوازے تو پھر تمہیں یہ چار کام کرنے ہوں گے۔"(72)

تکوینی احکام

احکام خداوندی کی اقسام بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "اس کائنات میں اللہ تعالیٰ کا اقتدار دو طرح سے ظاہر ہوتا ہے۔ایک تو اس حکم کے ذریعے ہوتا ہے جسکو حکم تکوینی کہاجاتا ہے۔ "وَالشَّمْسُ تَجْرِيْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ" (73)سورج اللہ کی مخلوق ہے۔جس راستے پر چلادیاہے اس پر لاکھوں برس سے چل رہاہے۔اسی طرح سے جس مخلوق کو جو بھی حکم دیا گیاہے وہ اسی کے مطابق چل رہی ہے۔اس لیے آزمائش اور اللہ کی جانشینی کالازمی تقاضا ہے کہ انسان ان قواعد کی پابندی کرے جن کی پابندی کامالک حقیقی نے حکم دیاہے۔یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید میں بعض احکام کی خلاف ورزی پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے جنگ کا اعلان کیا گیاہے۔ فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ(74)اگر فلاں فلاں کام نہیں کروگے یا فلاں اور فلاں کام کاارتکاب کروگے تو اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے اعلان جنگ سن لو۔"(75)

حوالہ جات وحواشی

1. غازی، محمود احمد، ڈاکٹر، محاضرات، الفیصل ناشران وتاجران کتب، لاہور، 2005ء، ص:5
2. الانبیاء21: 30
3. العنکبوت29: 46
4. ڈاکٹر، غازی، محاضرات فقہ، ص32
5. الحشر59: 7
6. ڈاکٹر غازی، محاضرات فقہ، ص86
7. البقرہ2: 241

8. ڈاکٹر غازی، محاضرات فقہ، ص69
9. آل عمران3: 97
10. ڈاکٹر غازی، محاضرات فقہ، ص86
11. الاعراف7: 31
12. النساء4: 29
13. ڈاکٹر غازی، محاضرات فقہ، ص ص108-109
14. الانعام6: 82
15. لقمان31: 13
16. ڈاکٹر غازی، محاضرات فقہ، ص148
17. النساء4: 115
18. ڈاکٹر غازی، محاضرات فقہ، ص155
19. البقرۃ2: 102
20. البقرۃ2: 102
21. ڈاکٹر غازی، محاضرات فقہ، ص172
22. البقرۃ2: 233
23. ڈاکٹر غازی، محاضرات فقہ، ص175
24. البقرۃ2: 233
25. ڈاکٹر غازی، محاضرات فقہ، ص230
26. النساء4: 20
27. ڈاکٹر غازی، محاضرات فقہ، ص231
28. الروم30: 22
29. ڈاکٹر غازی، محاضرات فقہ، ص ص234-235
30. النساء4: 28
31. العادیات 100: 8

32. ڈاکٹر غازی، محاضرات فقہ، ص260
33. النور24: 33
34. الحدید 57: 7
35. ڈاکٹر غازی، محاضرات فقہ، ص273
36. الفرقان25: 67
37. ایضاً
38. ڈاکٹر غازی، محاضرات فقہ، ص276
39. المائدۃ5: 1
40. ڈاکٹر غازی، محاضرات فقہ، ص286
41. النساء4: 65
42. البقرۃ2: 260
43. ایضاً
44. ڈاکٹر غازی، محاضرات فقہ، ص297
45. البقرۃ2: 150
46. ڈاکٹر غازی، محاضرات فقہ، ص301
47. الملک67: 2
48. الذاریات 51: 56
49. ڈاکٹر غازی، محاضرات فقہ، ص302
50. العنکبوت29: 45
51. البقرۃ2: 21
52. التوبہ9: 103
53. البقرۃ2: 198
54. الحشر59: 7
55. البقرۃ2: 179

56. البقرۃ2: 282
57. ایضاً
58. المائدۃ5: 38
59. الاحزاب33: 59
60. ڈاکٹر غازی، محاضرات فقہ، ص ص303۔305
61. البقرۃ2: 195
62. ڈاکٹر غازی، محاضرات فقہ، ص ص232۔233
63. البقرۃ2: 201
64. القصص28: 77
65. آل عمران3: 128
66. الاعراف7: 156
67. ڈاکٹر غازی، محاضرات فقہ، ص352
68. النور24: 55
69. البقرۃ2: 21
70. ڈاکٹر غازی، محاضرات فقہ، ص354
71. الحج24: 41
72. ڈاکٹر غازی، محاضرات فقہ، ص359
73. یٰس 36: 38
74. البقرۃ2: 279
75. ڈاکٹر غازی، محاضرات فقہ، ص ص357۔359